78

اتحاد اور اختلاف

(فرمودہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء بمقام پٹنی احمدیہ بیت الذکر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا

انسانی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے اور ہوتا ہے۔ دنیا میں جس قدر چیزیں ہیں۔ ان میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی قسم کی بہت سی چیزیں ہیں۔ بعض باتوں میں اتفاق اور بعض میں اختلاف ہوتا ہے۔ مثلاً پھلوں میں آم کو لے لو۔ بعض باتوں میں تمام آم ایک ہی بات رکھتے ہوں گے اور بعض میں ایک قسم کے دو آم بھی مشترک نہ ہوں گے۔ اسی طرح خربوزہ کو لے لو۔ سیب یا انار کسی کو لو سب میں یہ اصول موجود ہو گا۔ یعنی بعض باتیں سب میں مشترک ہوں گی اور بعض باتوں میں ایک دوسرے سے جدا ہوں گے۔

اسی طرح جمادات' حیوانات اور انسانوں کی حالت ہے کوئی دو چیزیں ایک جنس کی ایسی نہ ملیں گی۔ جن میں اتحاد اور اختلاف نہ ہو۔ یہی حال پھر انسان کے مختلف طبقوں میں ہے اور پھر مختلف ملک کے باشندوں میں بھی یہی حالت ہے۔ بعض باتیں ایسی مشترک ہوں گی کہ دنیا کے تمام انسانوں میں پائی جائیں گی اور بعض ایسی مختلف کہ دو بھائیوں میں بھی نہ ملیں گی۔ بعض میں انگریز عرب اور دوسرے متفق ہوں گے۔ اور بعض میں مختلف۔

یہی حال مذہب کا بھی ہے مسلمان عیسائی کو لے لو۔ بہت سی باتیں اور ہدایتیں ایسی ہوں گی کہ ہندو مسلمان اور عیسائی سب ان میں متفق ہوں گے۔ اور بعض ایسی ہوں گی کہ ان میں ایک مذہب کے دو فرقے بھی مختلف ہوں گے۔ یہ امر چھوٹی باتوں میں ہی نہیں پایا جاتا اور تفاصیل ہی میں نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے مسائل میں یہ اتحاد اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً ہستی باری تعالیٰ کا مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق عجیب قسم کے اختلافات ہوتے ہیں۔ اور اتفاق بھی ہے اسی طرح ایمان کے متعلق اختلاف بھی ہوتا ہے۔ اور اتفاق بھی۔ اخلاق کے متعلق بھی یہی حالت ہے۔ اور یہ اختلاف اور اتحاد

کا دائرہ جزئیات اور تفاصیل میں بڑھتا جاتا ہے۔

اسی طرح انسانی پیدائش کی غرض اور مقصد سب کے لئے ایک ہے۔ اور سب کے سب اسے پورا کرتے ہیں۔ یا پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خواہ کسی نہ کسی رنگ میں ہو۔ مگر پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی غرض اور مقصد مختلف بھی ہے اور اسی اتحاد میں ایک اختلاف نظر آتا ہے۔ جس طرح انسانیت میں سب ایک ہیں۔ مگر مختلف حیثیتوں میں ایک اختلاف بھی نظر آتا ہے۔ جس اختلاف نے بعض کو بعض سے ممتاز کر دیا ہے۔ اسی طرح اغراض اور مقاصد میں اختلاف ہو جاتا ہے۔

وہ غرض جو سب نوع انسان میں مشترک ہے اور وہ مقصد جس پر سب دنیا کے انسان متحد ہیں۔ یہ ہے کہ ہر ایک میں یہ خواہش ہے کہ ترقی کریں اور آرام پائیں۔ اس میں سب کے سب متفق ہیں۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کو آرام ملے اور وہ ترقی کے انتہائی مقام کو پالے۔

مگر باوجود اس ایک مقصد میں سب کے متفق ہونے کے اس آرام اور ترقی کی تفاصیل اس کے حاصل کرنے کے متعلق طریق عمل اور اس کے متعلق خیالات میں ایک وسیع سلسلہ اختلاف کا ہے۔

پہلے آرام کی حقیقت ہی میں اختلاف شروع ہو جاتا ہے ایک شخص کام میں مصروف رہنے اور قربانی کرنے کا نام آرام رکھتا ہے۔ دوسرا آرام اس کا نام رکھتا ہے۔ اور ترقی کا مقصد یہ قرار دیتا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح دوسروں کا روپیہ چھین لے اور صرف لیٹے رہنے اور کام نہ کرنے کا نام آرام کو رکھتا ہے۔

غرض مشترک میں ترقی کو بھی میں نے بیان کیا ہے۔ لیکن حقیقت میں صرف ایک خوشی ہی ہے۔ چونکہ ترقی میں خوشی محصور ہو گئی ہے۔ اس لئے ترقی چاہتے ہیں۔ ورنہ زیادہ غور کریں۔ تو صرف خوشی ہی رہ جاتی ہے۔ اس خوشی کے خیال کے ساتھ ترقی کا خیال لازمی ہے۔ پھر اس خوشی کے مدارج اور وسایل ہیں۔ علم' وقت' زبان کے مزے۔ قوت شنوائی کے مزے ہیں۔ آنکھ' ناک اور لمس کے مزے ہیں۔ پھر ان خواہشوں کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ غرض خوشی کی ان مختلف خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے ترقی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ پھر جس چیز کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس کے لئے ترقی کا رنگ اور ہے جس کو کم پسند کرتا ہے۔ اس کے لئے اور۔

غرض مقصد عظیم یہی نظر آتا ہے کہ خوشی حاصل ہو۔ اور آرام ملے۔ تفاصیل میں بے حد اختلاف ہے۔ اور اس قدر اختلاف ہے کہ دو نہیں ملتے۔ ایک کام کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا بیکار رہنا۔

ایک مال جمع کرنا چاہتا ہے دوسرا خرچ کرنا۔ ایک لوگوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ اور دوسروں کی خدمت کرتا ہے۔ دوسرا لوگوں کو دکھ دیتا ہے۔ اور ان کو تکلیف پہنچا کر اسے مزا آتا ہے۔ اس قدر اختلاف شروع ہوتے ہیں کہ اس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ میں بھی اتحاد خوشی کا نہیں۔ ایمانیات میں بھی یہی حال ہے۔ اور پھر ایمان ہی کو لو۔ ایک کہے گا کہ خدا ہے۔ اب آگے فرق ہو گا کہ خدا کس طرح ہے۔ چونکہ فہم' خواہشات اور تجربہ جدا جدا ہیں۔ اس لئے ان کے ماتحت فرق ہوتے جائیں گے۔ اور یہی چیزیں ہیں جو دنیا میں فرق پیدا کرتی ہیں اسی تجربہ اور خواہش کے مطابق امتیاز ہوتا ہے۔ ایک کو ترقی مل جاتی ہے اور دوسرا وہیں رہ جاتا ہے۔ تیسرا گر جاتا ہے اور چوتھا بالکل تباہ ہو جاتا ہے۔

جس قدر ترقیات ہیں۔ ان کی اصل جڑ یہی ہے کہ وہ اس بات کے ساتھ وابستہ ہے۔ اول اس مقصد کی صحت ہو۔ جس میں سب متفق ہیں۔ دوم اس مقصد کی صحت جس میں سب مختلف ہیں ایک میں اتحاد کامل اور دوسرے میں اختلاف کامل پیدا کرنا۔ ترقیات کی جڑ ہے۔ پس اس خوشی کو صحیح اور درست بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جب انسان اس طریق پر چلتا ہے۔ تو وہ نہ صرف ترقی کرتا ہے بلکہ اس کو حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اس بات سے مثلاً تسلی پا لیتے ہیں کہ علم کامل ہو گیا۔ وہ ترقیات نہیں کر سکتے۔ اور نہ ان پر کوئی فیض نازل ہو سکتے ہیں اس بات کو خوب یاد رکھو کہ اختلاف احوال و اتحاد احوال ترقیات کی دو مضبوط جڑیں ہیں۔ اتحاد میں کوشش کرے۔ تاکہ بنی نوع انسان سے الگ نہ ہو جاوے۔ اور اس میں ایسا اشتراک پیدا کرے جیسے انسانیت کا اشتراک ہے کہ کسی صورت میں اس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری طرف اختلاف میں ترقی کرتا جاوے اور اس قدر اختلاف میں ترقی کرے کہ نہ صرف لوگوں سے اختلاف ہو۔ اسے اپنی ذات سے بھی اختلاف ہو۔ اور اپنی ذات سے اختلاف یہ ہے کہ کل جس مقام پر تھا۔ آج وہاں نہ ہو۔ بلکہ اس سے آگے نکل جاوے۔ مومن کے دو دن برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جب انسان اس اختلاف میں ترقی کرتا ہے۔ تو بھی اختلاف اس کے مدارج کی ترقی کا موجب ہوتا ہے اس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے **اختلاف امتی رحمۃ** جب تک اختلاف میں ترقی نہ ہو۔ ہر قسم کی ترقی رک جاتی ہے۔ مثلاً ایک انسان ساری دنیا کے لوگوں کو دیکھے کہ سفید پگڑیاں پہنے ہوئے ہیں۔ اب اگر اس کی خواہش اس سفید پگڑی تک ہی محدود ہو گی۔ تو جب سفید پگڑی میسر آ گئی۔ تو پھر خواہش پیدا نہ ہو گی۔ یا مثلاً فلالین کا کوٹ دیکھنا ہے جب وہ مل گیا تو ترقی سے رہ جائے

گا۔ لیکن جب وہ مختلف رنگوں کو دیکھتا ہے۔ تو ان کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر ایک کی بجائے دو تین چاہتا ہے اور اس طرح اس کی کوشش اور محنت بڑھ جائے گی۔ کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ ایک سے زیادہ ہوں۔ اور اس کی ترقی کا یہ ایک ذریعہ ہو گا۔ اسی اصل پر اپنے معاملات کو دیکھ لو۔ اور اگر صرف نماز ہی ہوتی تو اس کی ترقی محدود ہو جاتی۔ لیکن جب مختلف قسم کے اعمال ہیں تو ان سے ایک ویرائٹی (تنوع) پیدا ہو کر ترقیات کا سلسلہ وسیع ہو جاتا ہے۔

غرض یاد رکھو کہ اختلاف ترقی کی خواہش پیدا کرتا ہے یہ خواہش اس چیز کو دیکھ کر ہوتی ہے جو اس کے پاس نہیں ہے۔ اس اختلاف سے وہی مراد ہے۔ جو ویرائٹی کو پیدا کرتا ہے اور غرض مشترک کے لئے اتحاد کامل کی ضرورت ہے۔ ایسا اتحاد کہ کل کے کل ایک وجود کا حکم رکھیں پس ترقی کے لئے یہ اختلاف ضروری ہے۔ اور اس سے مراد اختلاف رکھنا نہیں۔ بلکہ اختلاف بڑھانا ہے جس جس قدر یہ ویرائٹی کا اختلاف بڑھے گا۔ اسی قدر ترقی ہو گی۔ اور دوسری طرف اتحاد کامل کے رشتہ کو ہاتھ سے نہ دو۔ روحانیت کی ترقی اور جڑ اسی سے وابستہ ہے۔

قرآن کریم اسی اختلاف اور اتحاد کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ غور کرو کہ قرآن کریم نے ان دونوں اصولوں کو کس طرح جمع کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ **اياک نعبد و اياک نستعين** یہ اتحاد کامل کی طرف اشارہ ہے۔ بندہ درخواست کرتا ہے کہ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔ باوجود یہ کہ وہ اکیلا اس کو پڑھتا ہے مگر دوسروں کو بھی شریک کرتا ہے۔ یہ اتحاد کی تعلیم ہے۔ وہ گویا اتحاد چاہتا ہے۔ اور وہ اتحاد انسانیت کا اتحاد ہے۔ جس مقصد میں سب ایک ہو سکتے ہیں۔

پھر آگے کہتا ہے۔ **اهدنا الصراط المستقيم** اس میں اس اختلافی خواہشات کا اشارہ ہے۔ صراط مستقیم میں کئی منازل ہوں گے۔ کچھ بہت آگے جا رہے ہیں۔ کچھ ان سے پیچھے پھر ان کو دیکھ کر خواہش پیدا ہو گی کہ ان سے ملیں۔ اس اختلاف نے ترقی کی تحریک پیدا کر دی ہے۔ پہلی آیت نے اتحاد کامل کی تعلیم دی ہے۔ جب اتحاد کامل ہو جاتا ہے۔ تو وہ ایک قسم کے فیضان کو حاصل کرتا ہے۔ جو اس اتحاد سے ہی وابستہ ہے۔ اور اس کے بعد دوسری آیت میں اختلاف کامل کی طرف رہنمائی کی ہے جس سے مدارج ترقیات کے پیدا ہوتے ہیں۔ غرض یہ دو باتیں ہیں جو اسلام انسان سے چاہتا ہے۔ اور انسان اس کی خواہش تو کرتے ہیں۔ مگر مفہوم نہیں سمجھتے کہ کیا کر رہے ہیں پس تم ان دونوں باتوں کو ہمیشہ مد نظر رکھو۔

(الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۲۴ء)